مکتوبِ نبوی اور قیصرِ روم کا اعتراف

از

(جناب سید محبوب صاحب رضوی)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت روم و ایران کی حکومتیں اپنی سطوت و جبروت اور طاقت و عظمت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے زیادہ پُر شوکت حکومتیں سمجھی جاتی تھیں، روم کی حکومت کا دار السلطنت قسطنطنیہ تھا، یورپ کے مختلف ممالک کے علاوہ ایشیا میں شام (سیریا) فلسطین اور مصر رُوم کے زیرِ اقتدار تھے، روم کا شہنشاہ "قیصر" کہلاتا تھا، بعثتِ نبوی کے زمانہ میں روم کا شہنشاہ ہرقل (ہرکل یوس) تھا، یہ جس طرح شان و شوکت میں ممتاز سمجھا جاتا تھا اسی طرح مذہبی علوم میں بھی زبردست مہارت رکھتا تھا۔

ساتویں صدی عیسوی کے شروع سے روم و ایران کے درمیان زبردست ہنگامہ آرائی چلی آرہی تھی، پہلے چند سال تک ایران کو غلبہ حاصل رہا اور اُس نے رُوم کے تمام ایشیائی ممالک کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا، مگر ۶۱۶ء کے بعد ہوا کا رخ ایسا پلٹا کہ ایرانیوں کو شکست پر شکست ہونی شروع ہوئی، اور قیصر نے وہ تمام ممالک جو ایران نے چھین لئے تھے چند ہی سال میں واپس لے لئے۔

مسلمانوں کو روم کے عیسائیوں سے (اُن کے اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے) ہمدردی تھی، اور قریش مکہ ایران کے زرتشتیوں سے دلچسپی رکھتے تھے، ابتداءً جب رومیوں کو شکست ہوئی تو قریش کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا، اس موقع پر مسلمانوں کا دل شکستہ ہونا قدرتی بات تھی، قرآنِ حکیم نے اُسی وقت مسلمانوں کی دل جوئی کے لئے یہ بشارت سنائی :-

غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ

رومی ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے، وہ اس مغلوبیت کے بعد چند ہی سال میں غالب ہو جائیں

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورۂ روم)

گے! فیصلہ قبل اور بعد اللہ ہی کے لئے ہے، اُس وقت مسلمان خوش ہو جائیں گے!"

قیصرِ روم، ایران پر شان دار فتح کی خوشی میں اپنے پایۂ تخت قسطنطنیہ سے پا پیادہ زیارت کے لئے بیت المقدس آیا ہوا تھا، طمطراق اور شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ راستے میں جہاں قدم رکھتا زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے جاتے تھے[1]

ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کو جزیرہ نمائے عرب سے باہر پہنچانے میں طرح طرح کی اندرونی رکاوٹیں پیش تھیں، سنہ ۶ھ میں حدیبیہ کے التوائے جنگ کے معاہدہ سے جب یہ رکاوٹیں دُور ہو گئیں تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سایہ ممالک کے فرماں رواؤں کے نام نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے، اس سلسلہ میں قیصرِ روم کے نام بھی ایک مکتوبِ گرامی روانہ کیا گیا۔ حدیث و تاریخ میں اس واقعہ سے متعلق کافی تفصیلات محفوظ ہیں۔

قیصر کے سامنے جب نامہ مبارک پیش ہوا تو اُس نے حکم دیا کہ "عرب کا کوئی شخص اگر مل سکے تو لایا جائے"

اتفاق سے بیت المقدس کے قریب غزہ میں قریشِ مکہ کے تاجروں کا ایک قافلہ مقیم تھا، امیر قافلہ ابوسفیان تھے جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، قیصر کے آدمی جا کر قافلہ کے لوگوں کو لے آئے۔

قیصر نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ دربار منعقد کیا، اور اہلِ عرب کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ "تم میں اس مدعیٔ نبوت کا رشتہ دار کون ہے؟"

ابوسفیان نے کہا "میں اُس کا رشتہ دار ہوں"

قیصر نے اُن کو تخت کے قریب بلا لیا، اور ابوسفیان کے ہمراہیوں سے کہا کہ "تم اس شخص کے پیچھے بیٹھ جاؤ، میں اِس سے کچھ سوالات کرتا ہوں اگر کسی بات میں یہ جھوٹ بولے تو تم مجھے اشارہ سے بتلا دینا"

---

[1] تاریخ طبری جلد ۳ ص ۸۵

ابوسفیان کا بیان ہے کہ اس موقع پر میں نے ارادہ کیا کہ میں قیصر کے دل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو اہمیت نہ اختیار کرنے دوں، اس لئے میں نے قیصر سے کہا کہ "آپ اُس شخص کی وجہ سے کیوں خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اُس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان بہت کم ہے ـــــ مگر میں نے دیکھا کہ میری اس بات کا قیصر پر کچھ اثر نہیں ہوا، بلکہ اس کے برخلاف قیصر نے کہا کہ "تم صرف اُن باتوں کا جواب دو جو میں تم سے اُس کے متعلق دریافت کروں"۔

میں نے کہا "آپ دریافت فرمائیں!"

قیصر:- "مدعیٔ نبوت کا خاندان کیسا ہے؟"

ابوسفیان:- "نہایت شریف!"

قیصر:- "پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندان سے ہوتے ہیں، تاکہ اُن کی اطاعت سے کسی کو عار نہ ہو، کیا اُس کے خاندان میں کسی اور نے بھی کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ یا اُس میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟"

ابوسفیان:- "کبھی نہیں!"

قیصر:- "اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے، اُس کو بادشاہت کی ہوس ہے اور باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے"۔

"جن لوگوں نے اُس کا مذہب قبول کیا ہے وہ کم زور ہیں یا صاحب اثر؟"

ابوسفیان:- "کم زور لوگ ہیں!"

قیصر:- پیغمبروں کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

اچھا اُس کے پیرو بڑھتے جارہے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟"

ابوسفیان:- اُس کے پیروؤں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے"۔

قیصر:- ایمان کی کشش کا یہی عالم ہے، اُس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے، کیا کچھ

لوگ اُس کے دین سے بیزار ہو کر اُس کو چھوڑ بھی بیٹھے ہیں ؟"

ابوسفیان :۔ اب تک تو کسی نے ایسا نہیں کیا !"

قیصر :۔ ایمان کی خوبی یہی ہے کہ وہ جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ اپنی صداقت کے ساتھ دل نشین ہوتا ہے ، ایمان کی لذت کی یہی تاثیر ہے کہ جب وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے ، اور روح پر اپنا اثر کر لیتی ہے تو پھر جُدا نہیں ہوتی !"

اُس کے دعوئ نبوت سے پہلے تم اُسے سچا سمجھتے تھے ، یا کبھی اس کے جھوٹ کا کبھی تمہیں تجربہ ہوا ہے ؟"

ابوسفیان :۔ نہیں ! اُس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا "

قیصر :۔ جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہ بولے وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے !

پیغمبر نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں اور نہ کسی کو دھوکہ دیتے ہیں !

کیا کبھی وہ عہد و پیمان کی بھی خلاف ورزی کرتا ہے ؟"

ابوسفیان :۔ ابھی تک تو کبھی ایسا نہیں ہوا ——— لیکن اب جو معاہدہ صلح ہوا ہے اُس میں دیکھنا ہے کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں "

قیصر :۔ پیغمبر عہد شکن نہیں ہوتے !

کبھی اُس کے ساتھ تمہاری جنگ بھی ہوئی ہے ؟"

ابوسفیان :۔ جی ہاں ! کئی مرتبہ ہو چکی ہے "

قیصر :۔ جنگ کا نتیجہ کیا رہا ؟"

ابوسفیان :۔ کبھی وہ غالب آئے اور کبھی ہم "

قیصر :۔ خدا کے پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے ——— لیکن آخر کار کامیاب وہی ہوتے ہیں ،

وہ تعلیم کیا دیتا ہے ؟"

ابوسفیان :۔ وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو ، کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ ، پاک دامنی

اختیار کرو، سچ بولو، لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، باپ دادا کے مشرکانہ طریقے کو چھوڑ دو۔"

قیصر:- بنیٔ موعود کی یہی علامتیں ہمیں بتلائی گئی ہیں، مجھے یقین تھا کہ عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے، مگر میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں ہوگا،

ابوسفیان!- اگر تم نے جھوٹ نہیں بولا تو ایک روز وہ اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں ضرور مالک ہو جائے گا ——— اے کاش! میں اُن کی خدمت میں پہنچ سکتا تو اُن کے پاؤں دھوتا!"[1]

اس گفتگو کے بعد حکم دیا کہ نامۂ مبارک پڑھا جائے، فرمانِ رسالت میں لکھا تھا:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

محمد کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے ——— ہرقل قیصرِ روم کے نام

اُس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست اختیار کی،

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کیجئے! تمام آفات سے آپ محفوظ رہیں گے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر آپ نے اعراض کیا تو آپ کو واضح رہنا چاہیئے کہ آپ کی رعایا کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی!

اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات اختیار کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم سب خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں، اور نہ ہم اللہ کے سوا ایک دوسرے کو اپنا رب بنائیں۔

اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم رہنا چاہیئے کہ ہم بہرحال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں! (مہر) محمد رسول اللہ

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی تھی اہلِ دربار اُس سے سخت مشتعل تھے، فرمانِ رسالت کے پڑھے جانے پر اور بھی برہم ہو گئے، قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر سفیرِ رسالت حضرت دحیہ رضؓ سے کہا کہ۔

---

[1] تاریخ طبری ج ۳ ص ۸۷ و صحیح بخاری

"اگر مجھے اپنے لوگوں سے اپنی جان کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے نبی کا اتباع کرتا، وہ بلا شبہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے"[1]

ہر چند قیصر کے دل میں نورِ ایمان جلوہ افگن ہو چکا تھا، مگر تخت و تاج کی محبت میں وہ روشنی مُجھ کر رہ گئی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت دحیہؓ کو قیصر کے پاس روانہ فرمایا تھا تو ساتھ ہی روم کے پاپائے اعظم ضغاطر کے نام بھی ایک مکتوبِ ہدایت ارسال فرمایا تھا، اُس میں تحریر تھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام اُس پر جو خدا پر ایمان لایا، میں اس عقیدے پر ہوں کہ (حضرت) عیسٰی بن مریم اللہ کی روح اور اُس کا کلمہ ہیں! خدا نے اُن کو پاک دامن مریم پر القا کیا۔

میں خدا پر اور اُس کی ان تمام کتابوں پر اور اُس کے احکام پر ایمان رکھتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوئیں اور (حضرت) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اُن کی اولاد پر اُتاری گئیں، اور اُن پر بھی میرا ایمان ہے جو (حضرت) موسیٰ و عیسیٰ اور دیگر انبیاء کو اُن کے رب کی جانب سے دی گئیں!

ہم ایمان و اعتقاد میں کسی ایک نبی کے تسلیم کرنے میں بھی باہمی فرق نہیں کرتے، ہم مسلمان (یعنی تسلیم کرنے والے) ہیں۔

سلام اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے[2] (مہر) محمد رسول اللہ

پاپائے اعظم نے فرمانِ رسالت کو دیکھ کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ "بے شک یہ نبی برحق ہیں، بعد ازاں گرجا میں جا کر ایک مجمع سے خطاب کیا کہ:-

"اے پیروانِ مسیح! میرے پاس عرب کے پیغمبر احمد کا خط آیا ہے، انھوں نے ہمیں خدائے واحد کے دین کی دعوت دی ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور

---

[1] تاریخ طبری ج ۳ ص ۸۷ [2] طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۸

احمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں !" [۱]

پاپائے اعظم کے اس اعلانِ حق و صداقت کو سُن کر رومی سخت غضب ناک ہو گئے اور اپنے اس عظیم پیشوا کو اتنا زدوکوب کیا کہ وہ بے چارہ جاں بحق ہو گیا۔" [۲]

حضرت دحیہؓ نے جب واپس آکر بارگاہِ رسالت میں روم کے یہ دونوں واقعے عرض کئے تو زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرمایا گیا کہ :-

"کسریٰ راہیٔ عدم ہوا، اُس کے بعد اب کسریٰ نہ ہوگا، اور جب قیصر کا انتقال ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا!" (یعنی خسرو پرویز شہنشاہ ایران اور ہرقل قیصر روم کے اقتدار کے بعد دونوں سلطنتوں کا اقتدار زوال پذیر ہو جائے گا، اور تخت روم و ایران پر پھر کسی کو ایسا اقتدار نصیب نہ ہوگا) اور قسم ہے اُس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔"

چنانچہ چند ہی سالوں کے بعد حضرتِ فاروقِ اعظمؓ کے عہدِ خلافت میں دنیا نے دیکھا کہ یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں شمعِ رسالت کے پروانوں کے قدموں کے نیچے تھیں [۳]

"سیرتِ عمرؓ" میں علامہ ابن جوزیؒ نے (جو نقلِ واقعات اور روایت کی جرح و تنقید میں انتہائی محتاط اور سخت ہیں) حضرتِ دحیہؓ کی سفارتِ روم کے سلسلے میں ذیل کا ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے، حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں کہ "جب قیصرِ روم نے اپنی قوم کے عمائد کا اسلام سے تنفر پایا تو مجلس برخاست کردی، اور دوسرے روز مجھے علیحدہ ایک عالی شان محل میں بُلایا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کمرے میں چاروں طرف تین سو تیرہ تصویریں لگی ہوئی ہیں، قیصر نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ "یہ کل تصویریں جو تم دیکھتے ہو نبیوں اور پیغمبروں کی ہیں، کیا تم بتا سکتے ہو کہ ان میں تمہارے نبی کی کون سی تصویر ہے ؟"

میں نے بغور دیکھ کر ایک تصویر کی جانب اشارہ کیا کہ "یہ ہے!

---

[۱] تاریخ طبری ج ۲ ص ۸۰ [۲] ایضاً [۳] تفصیل کے لئے دیکھئے "الفاروق" علامہ شبلی حصہ اول،

قیصر نے کہا ـــ " بے شک یہی آخری نبی کی تصویر ہے " قیصر نے پھر دریافت کیا کہ ـــ " اس تصویر کی داہنی جانب کی تصویر کو بھی پہچان سکتے ہو ؟ "

میں نے بتلایا کہ ـــ " یہ نبی آخر الزماں کے ایک صحابی ابو بکر صدیقؓ کی تصویر ہے "

قیصر نے پھر پوچھا ـــ " اور یہ بائیں طرف کی تصویر کس کی ہے ؟ "

میں نے کہا ـــ " یہ اُن کے دوسرے صحابی عمر فاروقؓ ہیں "

قیصر یہ سن کر کہنے لگا کہ ـــ " تورات کی پیشین گوئی کے مطابق یہی دو شخص ہیں جن کے ہاتھوں سے تمہارے دین کی ترقی اوجِ کمال کو پہنچے گی "

حضرت دِحیہؓ کا بیان ہے کہ ـــ " میں جب سفارت کو انجام دے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا تو یہ تمام واقعہ آپ کو سُنایا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ـــ " قیصر نے سچ کہا، واقعی اسلام کی ترقی ان ہی دو شخصوں کے ہاتھوں کمال کو پہنچے گی ! "[1]

---

[1] سیرتِ عمر لابن جوزی صـ ۳۱

تفسیر مظہری

عربی کی ایک لاجواب تفسیر

تفسیر مظہری اپنی غیر معمولی خصوصیات کے لحاظ سے بہترین تفسیر سمجھی گئی ہے۔ اس عظیم الشان تفسیر کے مطالعہ کے بعد تفسیر کی کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں رہتی اس میں وہ سب کچھ ہے جو دوسری تفسیروں میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ مدلولِ کلام الٰہی کی تسہیل و تفہیم، تاریخی واقعات کی تحقیق و تدقیق۔ احادیث کے استقصا احکام فقہی کی تفصیل و تشریح اور لطائف و نکات کی گل پاشی میں " تفسیر مظہری " کے درجہ کی کوئی کتاب عربی زبان میں موجود نہیں۔ امام وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے کمالاتِ علمی کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے۔ الحمد للہ کہ اب اس بے مثال تفسیر کی تمام جلدیں طبع ہو گئی ہیں۔ قیمت تا بحدِ امکان کم سے کم رکھی گئی ہے۔ پوری کتاب کی دس ضخیم جلدیں ہیں۔

ہدیہ غیر مجلد: ـ جلد اوّل سات روپے۔ جلد ثانی سات روپے۔ جلد ثالث آٹھ روپے۔ جلد رابع پانچ روپے۔ جلد خامس سات روپے۔ جلد سادس آٹھ روپے۔ جلد سابع سات روپے۔ جلد ثامن سات روپے۔ جلد تاسع پانچ روپے جلد عاشر پانچ روپے۔ ہدیہ کامل چھیاسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے۔

۲۴